Allama Iqbal Open University AIOU BS Islamic Studies solved assignments no 2 Autumn 2025 Code 1908 Islamic Movements in Contemporary Era

سوال نمبر *1:* علامہ تقی الدین النبھانی کی علمی و عملی زندگی کے اہم پہلو کیا تھے، اور ان کے سیاسی افکار نے عالمِ اسلام پر کیا اثر ڈالا؟

تعارف

علامہ تقی الدین النبھانی بیسویں صدی کے ان ممتاز اسلامی مفکرین، فقہاء اور سیاسی نظریہ سازوں میں شمار ہوتے ہیں جنہوں نے اسلام کو محض ایک مذہبی عقیدہ نہیں بلکہ ایک مکمل سیاسی، معاشی اور سماجی نظام کے طور پر

پیش کیا۔ وہ جدید دور میں اسلامی خلافت کے احیاء کے سب سے منظم اور فکری طور پر مضبوط داعیوں میں سے تھے۔ ان کی علمی گہرائی، فقہی بصیرت اور سیاسی شعور نے عالمِ اسلام میں ایک نئی فکری تحریک کو جنم دیا جس نے لاکھوں مسلمانوں کو متاثر کیا۔

علامہ تقی الدین النبہانی کا خاندانی اور تعلیمی پس منظر

علامہ تقی الدین النبہانی *1909*ء میں فلسطین کے شہر حیفہ کے قریب واقع گاؤں اجزم میں پیدا ہوئے۔ ان کا تعلق ایک علمی اور دینی گھرانے سے تھا۔ ان کے والد شیخ ابراہیم النبہانی خود ایک عالمِ دین اور قاضی تھے جبکہ ان کی والدہ بھی دینی علوم سے واقف تھیں۔ اس علمی ماحول نے ان کی شخصیت پر گہرے اثرات مرتب کیے۔

انہوں نے ابتدائی تعلیم فلسطین میں حاصل کی، بعد ازاں اعلیٰ دینی تعلیم کے لیے مصر کے مشہور جامعہ الازہر کا رخ کیا۔ وہاں انہوں نے فقہ، اصولِ فقہ، حدیث، تفسیر، عربی ادب اور اسلامی فلسفے میں مہارت حاصل کی۔ ازہر میں

قیام کے دوران انہیں کلاسیکی اسلامی علوم کے ساتھ ساتھ جدید سیاسی اور فکری مباحث سے بھی آگاہی حاصل ہوئی۔

علمی شخصیت اور فقہی مقام

علامہ تقی الدین النبہانی بنیادی طور پر ایک فقیہ تھے۔ ان کا تعلق فقہِ حنفی سے تھا، مگر ان کی فقہی سوچ تقلیدِ جامد کے بجائے اجتہادی مزاج رکھتی تھی۔ وہ قرآن و سنت کو براہِ راست دلیل کے طور پر استعمال کرتے اور جدید مسائل کا حل اسلامی نصوص کی روشنی میں پیش کرتے تھے۔

ان کی علمی تحریروں میں مندرجہ ذیل خصوصیات نمایاں ہیں:

- منطقی استدلال
- نصوصِ شرعیہ پر گہری گرفت
- فقہ اور سیاست کا امتزاج
- جدید اصطلاحات میں اسلامی فکر کی تعبیر

انہوں نے اسلامی ریاست، خلافت، معیشت، سیاست اور دستور پر باقاعدہ علمی کتب تصنیف کیں جو آج بھی مختلف اسلامی تحریکوں میں بنیادی مراجع سمجھی جاتی ہیں۔

عملی زندگی اور عدالتی خدمات

تعلیم مکمل کرنے کے بعد علامہ تقی الدین النبہانی فلسطین واپس آئے اور وہاں تدریس کے شعبے سے وابستہ ہوئے۔ بعد ازاں انہوں نے قاضی (جج) کے طور پر بھی خدمات انجام دیں۔ اس دوران انہیں برطانوی استعمار، صہیونی تحریک اور عرب حکمرانوں کی کمزوریوں کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔

قاضی کی حیثیت سے ان کا تجربہ نہایت اہم تھا کیونکہ اس نے انہیں یہ احساس دلایا کہ:

- اسلامی قوانین کا نفاذ صرف فرد کی سطح پر ممکن نہیں
- جب تک اسلامی ریاست قائم نہ ہو، شریعت مکمل طور پر نافذ نہیں ہو سکتی

یہی شعور ان کے سیاسی افکار کی بنیاد بنا۔

سیاسی شعور اور فکری بیداری

علامہ النبہانی نے خلافتِ عثمانیہ کے خاتمے *(1924ء)* کے بعد پیدا ہونے والے سیاسی خلا کو امتِ مسلمہ کا سب سے بڑا المیہ قرار دیا۔ ان کے نزدیک مسلمان اس وقت تک زوال کا شکار رہیں گے جب تک وہ اسلامی خلافت کو دوبارہ قائم نہیں کرتے۔

انہوں نے قوم پرستی، جمہوریت، سرمایہ داری اور اشتراکیت جیسے نظریات کو غیر اسلامی قرار دیا اور انہیں استعمار کے اوزار سمجھا۔ ان کے نزدیک:

- قوم پرستی امت کو تقسیم کرتی ہے
- جمہوریت حاکمیتِ عوام کا تصور پیش کرتی ہے جو اسلام کے تصورِ حاکمیتِ الٰہ کے خلاف ہے
- سرمایہ داری استحصال پر مبنی نظام ہے

حزب التحریر کا قیام

*1953*ء میں علامہ تقی الدین النبہانی نے بیت المقدس میں **حزب التحریر الاسلامی** کی بنیاد رکھی۔ اس جماعت کا بنیادی مقصد خلافتِ راشدہ علیٰ منہاج النبوۃ کا قیام تھا۔ حزب التحریر ایک خالص فکری اور سیاسی جماعت کے طور پر سامنے آئی جس نے تشدد، عسکری جدوجہد اور خفیہ مسلح سرگرمیوں کو مسترد کیا۔

حزب التحریر کے بنیادی اصول یہ تھے:

- فکری جدوجہد *(Intellectual Struggle)*
- سیاسی جدوجہد *(Political Struggle)*
- امت کی فکری اصلاح
- حکمرانوں کا محاسبہ

علامہ النبہانی کے سیاسی افکار

حاکمیتِ الٰہ کا تصور

علامہ النبھانی کے نزدیک حاکمیت صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔

قانون سازی کا حق انسان کو حاصل نہیں بلکہ انسان کا کام اللہ کے قانون کو نافذ کرنا ہے۔ یہی تصور ان کے پورے سیاسی فلسفے کی بنیاد ہے۔

خلافت کا جامع تصور

انہوں نے خلافت کو محض ایک تاریخی ادارہ نہیں بلکہ ایک شرعی فریضہ قرار دیا۔ ان کے مطابق:

- خلافت کا قیام فرضِ کفایہ نہیں بلکہ فرضِ عین کے قریب ہے
- بغیر خلافت کے اسلامی احکام نامکمل رہتے ہیں

انہوں نے خلافت کے لیے دستور، حکومتی ڈھانچہ، عدالتی نظام اور معاشی پالیسی تک تفصیل سے بیان کی۔

سیاسی جدوجہد کا منہج

علامہ النبھانی نے نبی کریم ﷺ کے مکی دور کو سیاسی جدوجہد کا نمونہ

قرار دیا۔

ان کے نزدیک تبدیلی کا راستہ:

- افراد کی فکری تربیت
- امت کی سیاسی بیداری
- اہلِ قوت کی نصرت حاصل کرنا

ہے، نہ کہ مسلح بغاوت۔

تصانیف اور علمی ورثہ

علامہ تقی الدین النبہانی نے درجنوں کتابیں تصنیف کیں جن میں نمایاں ہیں:

- نظام الاسلام
- نظام الحکم فی الاسلام
- اقتصادیہ فی الاسلام
- التکتل الحزبی
- الدولۃ الاسلامیہ

یہ کتب اسلامی سیاسی فکر میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہیں۔

عالمِ اسلام پر اثرات

فکری اثرات

علامہ النبہانی کے افکار نے:

- خلافت کے تصور کو دوبارہ زندہ کیا
- اسلام کو مکمل نظامِ حیات کے طور پر پیش کیا
- نوجوان نسل میں سیاسی شعور پیدا کیا

تحریکی اثرات

حزب التحریر آج درجنوں ممالک میں موجود ہے۔ اگرچہ وہ اقتدار میں نہیں آئی، مگر اس نے فکری سطح پر اسلامی سیاست کو زندہ رکھا۔

تنقیدی ردِعمل

بعض علماء نے ان کے بعض اجتہادی آراء سے اختلاف کیا، خاص طور پر:

- جمہوریت کی مکمل نفی

- سیاسی منہج کی سختی

مگر اس کے باوجود ان کی نیت، اخلاص اور علمی عظمت پر اتفاق پایا جاتا ہے۔

تنقیدی جائزہ

علامہ تقی الدین النبہانی کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے اسلام کو دفاعی مذہب کے بجائے ایک متحرک سیاسی نظام کے طور پر پیش کیا۔ ان کا منہج نظریاتی طور پر مضبوط تھا، تاہم عملی سیاست میں اس کے نتائج پر بحث کی گنجائش موجود ہے۔

نتیجہ

علامہ تقی الدین النبہانی ایک عظیم اسلامی مفکر، فقیہ اور سیاسی رہنما تھے جنہوں نے اپنی پوری زندگی خلافت کے احیاء اور اسلامی نظام کے قیام کے لیے وقف کر دی۔ ان کی علمی و عملی زندگی ہمیں یہ سبق دیتی ہے کہ امت

کی حقیقی اصلاح محض اخلاقی نصیحت سے نہیں بلکہ فکری بیداری، سیاسی شعور اور منظم جدوجہد سے ممکن ہے۔ ان کے افکار آج بھی عالمِ اسلام میں بحث، تحریک اور فکری ارتقاء کا ذریعہ بنے ہوئے ہیں۔

سوال نمبر 2: مورو اسلامک لبریشن فرنٹ (*MILF*) کے قیام اور اس کی اسلامی بنیادوں پر جدوجہد کے مقاصد کو فلپائن کی حکومت اور دیگر تنظیموں سے کیسے مختلف سمجھا جا سکتا ہے؟

تعارف

مورو اسلامک لبریشن فرنٹ (*Moro Islamic Liberation Front – MILF*) جنوب مشرقی ایشیا کی ایک اہم اسلامی و سیاسی تحریک ہے جو فلپائن کے جنوبی خطے منڈاناؤ (*Mindanao*) میں مسلمانوں کے حقوق، شناخت اور خودمختاری کے لیے وجود میں آئی۔ یہ تحریک محض ایک قوم پرستانہ یا علاقائی جدوجہد نہیں بلکہ ایک ایسی اسلامی تحریک ہے جس کی بنیاد دینِ اسلام، شریعت کے اصولوں اور مسلم شناخت کے تحفظ پر رکھی گئی۔ *MILF* کے قیام، نظریے اور مقاصد کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ اسے فلپائن کی حکومت اور دیگر قوم پرست یا مسلح تنظیموں کے تناظر میں دیکھا جائے، کیونکہ اس کی جدوجہد کا منہج، فکر اور ہدف ان سب سے نمایاں طور پر مختلف ہے۔

فلپائن میں مسلمانوں (مورو قوم) کا تاریخی پس منظر

فلپائن میں اسلام کی آمد چودھویں صدی میں ہوئی، اور منڈاناؤ، سولو اور پالاون کے علاقوں میں اسلامی سلطنتیں قائم ہوئیں، جیسے سلطنتِ سولو اور سلطنتِ منڈاناؤ۔ ہسپانوی استعمار کے دور میں عیسائیت کو طاقت کے ذریعے پھیلایا گیا، مگر مورو مسلمان اپنی اسلامی شناخت پر قائم رہے۔ بعد ازاں امریکی اور پھر فلپائنی حکومتوں نے بھی مسلمانوں کے علاقوں پر سیاسی و ثقافتی غلبہ قائم رکھنے کی کوشش کی، جس کے نتیجے میں مسلمانوں میں مزاحمت اور بیداری پیدا ہوئی۔

مورو اسلامک لبریشن فرنٹ *(MILF)* کا قیام

قیام کا پس منظر

مورو اسلامک لبریشن فرنٹ کا قیام 1977ء میں عمل میں آیا۔ اس کے بانی اور اولین قائد **شیخ سلامات ہاشم** تھے، جو ایک دینی عالم اور فکری رہنما تھے۔ MILF دراصل مورو نیشنل لبریشن فرنٹ (MNLF) سے ایک فکری و نظریاتی اختلاف کے نتیجے میں الگ ہوئی۔

MNLF سے علیحدگی کی وجوہات

* MNLF کا جھکاؤ زیادہ تر **قوم پرستانہ اور سیکولر** نظریے کی طرف تھا
* اسلام کو مرکزی نظریہ بنانے میں کمزوری
* سیاسی سمجھوتوں پر زیادہ انحصار

اس کے برعکس شیخ سلامات ہاشم اور ان کے ساتھیوں کا مؤقف تھا کہ مورو مسلمانوں کی اصل پہچان اسلام ہے، اور جدوجہد کی بنیاد بھی اسلامی ہونی چاہیے۔

MILF کی اسلامی بنیادیں

اسلام بطور نظریاتی اساس

MILF کی جدوجہد کی بنیاد اسلام ہے، نہ کہ محض نسلی یا علاقائی قوم پرستی۔ اس کے منشور کے مطابق:

* اسلام مکمل ضابطۂ حیات ہے
* سیاست، معیشت اور معاشرت سب اسلام کے تابع ہیں
* مورو مسئلے کا حل صرف اسلامی نظام میں ممکن ہے

یہی پہلو MILF کو دیگر تنظیموں سے ممتاز کرتا ہے۔

شریعتِ اسلامی کا تصور

MILF کا مقصد ایسا خودمختار نظام قائم کرنا ہے جہاں:

* اسلامی شریعت نافذ ہو

* عدل و انصاف قرآن و سنت کے مطابق ہو

* اخلاقی و روحانی اقدار کو فروغ دیا جائے

یہ مقصد فلپائن کی سیکولر حکومت کے نظریے سے بنیادی طور پر مختلف ہے۔

MILF کے جدوجہد کے بنیادی مقاصد

اول: اسلامی شناخت کا تحفظ

MILF کی جدوجہد کا پہلا اور بنیادی مقصد مورو مسلمانوں کی اسلامی شناخت کا تحفظ ہے۔

* مذہبی آزادی

* اسلامی تعلیم

* مساجد اور مدارس کا تحفظ

دوم: سیاسی خودمختاری یا اسلامی طرزِ حکومت

MILF محض علاقائی خودمختاری نہیں بلکہ ایسی خودمختاری چاہتی ہے جو اسلامی اصولوں پر مبنی ہو، جبکہ فلپائن کی حکومت صرف محدود سیاسی خودمختاری کی حامی رہی ہے۔

سوم: عدلِ اجتماعی کا قیام

MILF کے نزدیک مسئلہ صرف اقتدار کا نہیں بلکہ:

* معاشی استحصال

* وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم

* مسلمانوں کی محرومی

کا خاتمہ ہے، اور یہ سب اسلام کے عادلانہ نظام کے ذریعے ممکن ہے۔

فلپائن کی حکومت کے مؤقف سے اختلاف

سیکولر ریاست کا تصور

فلپائن کی حکومت ایک سیکولر ریاست ہے جہاں:

* قانون سازی انسان کرتا ہے
* مذہب کو سیاست سے الگ رکھا جاتا ہے

جبکہ *MILF* حاکمیتِ الٰہ پر یقین رکھتی ہے۔

مسئلے کو محض سیاسی یا سکیورٹی مسئلہ سمجھنا

حکومتِ فلپائن مورو مسئلے کو اکثر:

* علیحدگی پسندی

* دہشت گردی

* سکیورٹی چیلنج

کے طور پر دیکھتی رہی، جبکہ *MILF* کے نزدیک یہ ایک **دینی، تہذیبی اور تاریخی مسئلہ** ہے۔

دیگر تنظیموں سے *MILF* کا تقابلی جائزہ

***MNLF* (مورو نیشنل لبریشن فرنٹ)**

* قوم پرستانہ تحریک

* اسلام ثانوی حیثیت رکھتا ہے

* فلپائن حکومت سے جلد سیاسی معاہدے

MILF

* خالص اسلامی نظریہ
* شریعت کی بالادستی
* طویل المدت فکری و سیاسی جدوجہد

دیگر مسلح گروہ

بعض گروہ محض مسلح جدوجہد یا ردِعمل پر یقین رکھتے ہیں، جبکہ *MILF*:

* تنظیمی نظم
* سیاسی مذاکرات
* دینی تربیت

کو یکجا کرتی ہے۔

جدوجہد کا طریقۂ کار (منہج)

اسلامی اخلاقیات کی پابندی

MILF اپنی جدوجہد میں:

* عام شہریوں کو نشانہ بنانے سے اجتناب
* اخلاقی حدود کی پابندی
* دینی تربیت

پر زور دیتی ہے، جو اسے دیگر شدت پسند گروہوں سے ممتاز بناتی ہے۔

سیاسی مذاکرات اور معاہدے

اگرچہ MILF ایک مسلح تحریک رہی، مگر اس نے:

* مذاکرات
* امن معاہدے
* سیاسی عمل

کو بھی اسلامی اصولوں کے تحت قبول کیا، جیسا کہ *2014*ء کا امن معاہدہ۔

تنقیدی جائزہ

مثبت پہلو

* اسلامی نظریاتی وضاحت
* مورو مسلمانوں کی شناخت کا تحفظ
* منظم اور طویل المدت جدوجہد

تنقیدی نکات

* عملی سیاست میں بعض سمجھوتے
* مکمل اسلامی نظام کے نفاذ میں رکاوٹیں
* عالمی دباؤ اور علاقائی سیاست

اس کے باوجود *MILF* نے اپنی اسلامی شناخت کو بڑی حد تک برقرار رکھا۔

نتیجہ

مورو اسلامک لبریشن فرنٹ کا قیام اور اس کی جدوجہد فلپائن کی حکومت اور دیگر تنظیموں سے اس لیے مختلف ہے کہ یہ تحریک محض سیاسی یا نسلی بنیاد پر نہیں بلکہ **اسلامی عقیدہ، شریعت اور امتِ مسلمہ کی شناخت** پر قائم ہے۔ *MILF* نے مورو مسئلے کو ایک اسلامی مسئلہ سمجھ کر اس کا حل پیش

کرنے کی کوشش کی، جو اسے سیکولر ریاستی سوچ اور دیگر قوم پرستانہ تحریکوں سے نمایاں طور پر ممتاز بناتا ہے۔ یہ تحریک اس بات کی زندہ مثال ہے کہ جب کوئی جدوجہد ایمان، نظریے اور اصولوں پر قائم ہو تو وہ محض طاقت کی جنگ نہیں بلکہ فکری و تہذیبی مزاحمت بن جاتی ہے۔

سوال نمبر 3: حضرت مولانا محمد الیاسؒ نے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی صحبت میں دس سال گزارے۔ ان دس سالہ قیام کے دوران ان پر گنگوہیؒ کے افکار و نظریات کا کیا اثر ہوا؟

تمہید: دو عظیم شخصیات کا تعارف اور تعلق

برصغیر کی اسلامی تاریخ میں حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ دو ایسی عظیم علمی و روحانی شخصیات ہیں جنہوں نے دینِ اسلام کی تجدید، اصلاحِ امت اور دعوت و تبلیغ کے میدان میں گہرے نقوش چھوڑے۔ مولانا محمد الیاسؒ، جو بعد میں جماعتِ تبلیغ کے بانی کے طور پر مشہور ہوئے، اپنی فکری، روحانی اور عملی تشکیل میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے بے حد مرہونِ منت تھے۔ گنگوہیؒ کی صحبت میں گزارے گئے تقریباً دس سال مولانا الیاسؒ کی زندگی کا سب سے فیصلہ کن دور ثابت ہوئے، جنہوں نے ان کی فکر، مزاج، منہج اور مقصدِ حیات کو واضح طور پر متعین کیا۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی علمی و فکری شخصیت

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ دارالعلوم دیوبند کے اکابر میں سے تھے اور حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے ممتاز خلفاء میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کی شخصیت میں فقہ، حدیث، تصوف، زہد، تقویٰ اور اصلاحِ باطن کا حسین امتزاج پایا جاتا تھا۔ وہ نہ صرف ایک عظیم فقیہ تھے بلکہ عملی تصوف کے علمبردار بھی تھے، جس میں شریعت اور طریقت میں کامل ہم آہنگی نظر آتی ہے۔ ان کا تصوف کتابی یا مجرد نہیں بلکہ عملی اور اصلاحی تھا۔

مولانا محمد الیاسؒ کا گنگوہیؒ کی خدمت میں قیام

حضرت مولانا محمد الیاسؒ نوجوانی ہی میں حضرت گنگوہیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تقریباً دس سال تک ان کی صحبت، تربیت اور نگرانی میں رہے۔ یہ قیام محض رسمی بیعت یا محدود ملاقاتوں تک محدود نہ تھا بلکہ ایک مسلسل روحانی، فکری اور عملی تربیت کا دور تھا۔ مولانا الیاسؒ نے اس عرصے میں گنگوہیؒ کو نہایت قریب سے دیکھا، ان کے معمولات، طرزِ فکر، دعوتی انداز اور اصلاحی حکمت کو عملاً سیکھا۔

اول: شریعت و طریقت کی ہم آہنگی کا اثر

حضرت گنگوہیؒ کے افکار کا سب سے نمایاں اثر مولانا محمد الیاسؒ پر یہ ہوا کہ ان کے ذہن میں شریعت اور طریقت کے باہمی تعلق کی صحیح اور متوازن تصویر قائم ہوئی۔

- گنگوہیؒ کے نزدیک تصوف شریعت سے الگ کوئی راستہ نہ تھا
- عبادات، اخلاق اور معاملات سب شریعت کے تابع تھے

یہی تصور بعد میں مولانا الیاسؒ کی دعوتی فکر کی بنیاد بنا، جہاں اصلاحِ باطن کے ساتھ ظاہری اعمال (نماز، ذکر، اخلاق) کو مرکزی حیثیت حاصل ہوئی۔

دوم: اصلاحِ امت کا درد اور فکرِ عامہ

حضرت گنگوہیؒ کی صحبت نے مولانا الیاسؒ کے دل میں امت کی اصلاح کا گہرا درد پیدا کیا۔

- وہ دین کو صرف مدارس اور خواص تک محدود نہیں سمجھتے تھے

- عام مسلمانوں کی دینی حالت پر بے حد فکر مند رہتے تھے

یہی فکر مولانا الیاسؒ کے دل میں راسخ ہو گئی۔ بعد میں جب انہوں نے میوات کے مسلمانوں کی دینی حالت دیکھی تو یہی درد ایک ہمہ گیر دعوتی تحریک کی صورت میں ظاہر ہوا۔

سوم: اخلاص اور بے لوث خدمت کا جذبہ

حضرت گنگوہیؒ کی زندگی کا نمایاں وصف اخلاص تھا۔

- شہرت سے نفرت
- نمود و نمائش سے اجتناب
- ہر کام صرف اللہ کی رضا کے لیے

مولانا محمد الیاسؒ نے اپنی عملی زندگی میں اسی اخلاص کو اپنایا۔ جماعتِ تبلیغ کی بنیاد میں بھی یہی جذبہ کارفرما نظر آتا ہے، جہاں نہ قیادت کی خواہش ہے، نہ سیاسی اقتدار کا مطالبہ، بلکہ خاموش، بے نام اور مسلسل محنت ہے۔

چہارم: دعوت کا غیر تصادمی اور پُرامن منہج

حضرت گنگوہیؒ کے افکار میں اصلاح کا انداز نہایت نرم، صبر آزما اور غیر تصادمی تھا۔

- وہ سختی، شدت اور تصادم کے قائل نہ تھے
- اصلاح دلوں کو جیت کر کرنے پر زور دیتے تھے

یہی منہج مولانا الیاسؒ نے اختیار کیا۔ جماعتِ تبلیغ کا اسلوب نہ تنقید پر مبنی ہے، نہ سیاسی تصادم پر، بلکہ محبت، نصیحت اور عملی نمونے پر قائم ہے۔

پنجم: نفس کی اصلاح اور مجاہدہ

حضرت گنگوہیؒ اپنے مریدین کو سب سے پہلے نفس کی اصلاح کی تلقین کرتے تھے۔

- عاجزی
- تواضع
- صبر

- نفس کی مخالفت

مولانا الیاسؒ نے اسی اصول کو اپنی دعوت کی بنیاد بنایا۔ جماعتِ تبلیغ میں سب سے پہلے داعی کی اپنی اصلاح پر زور دیا جاتا ہے، جو دراصل گنگوہیؒ کے افکار کی عملی شکل ہے۔

ششم: دین کو عمل کی صورت میں پیش کرنے کا تصور

حضرت گنگوہیؒ کا یہ امتیاز تھا کہ وہ دین کو محض وعظ یا کتابی علم تک محدود نہیں رکھتے تھے بلکہ عمل کو اصل سمجھتے تھے۔

- نماز کی پابندی
- ذکر و اذکار
- سنت کی اتباع

مولانا الیاسؒ نے اسی تصور کو عام مسلمانوں تک منتقل کرنے کا بیڑا اٹھایا، جس کا نتیجہ جماعتِ تبلیغ کی صورت میں سامنے آیا۔

ہفتم: علماء اور عوام کے درمیان فاصلے کا خاتمہ

حضرت گنگوہیؒ علماء کو عوام سے جوڑنے کے قائل تھے۔

- عالم کو عوامی مسائل سے آگاہ ہونا چاہیے
- عوام کی زبان میں دین سمجھانا چاہیے

یہی سوچ مولانا الیاسؒ کے دل میں راسخ ہوئی اور انہوں نے علماء کو مسجد اور مدرسے سے نکال کر عام مسلمانوں کے درمیان لانے کا تصور پیش کیا۔

تنقیدی جائزہ: اثرات کی مجموعی نوعیت

اگر تنقیدی نگاہ سے دیکھا جائے تو مولانا محمد الیاسؒ کی شخصیت، دعوت اور تحریک کو حضرت گنگوہیؒ کے افکار کے بغیر مکمل طور پر سمجھا ہی نہیں جا سکتا۔

- گنگوہیؒ نے فکر دی
- الیاسؒ نے اس فکر کو عملی تحریک بنایا

البتہ مولانا الیاسؒ نے اپنے حالات اور زمانے کے تقاضوں کے مطابق دعوت کے دائرے کو مزید وسیع کیا، جو ان کی اپنی اجتہادی بصیرت کا نتیجہ تھا۔

جامع تجزیہ

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی دس سالہ صحبت نے حضرت مولانا محمد الیاسؒ کی زندگی کا رخ متعین کر دیا۔ شریعت و طریقت کی ہم آہنگی، اصلاحِ امت کا درد، اخلاص، صبر، دعوت کا پُرامن منہج اور عمل پر زور—یہ سب وہ عناصر ہیں جو مولانا الیاسؒ کی دعوتی فکر میں مرکزی حیثیت رکھتے ہیں اور براہِ راست گنگوہیؒ کے افکار و نظریات کی عکاسی کرتے ہیں۔ یوں کہا جا سکتا ہے کہ جماعتِ تبلیغ دراصل حضرت گنگوہیؒ کی اصلاحی فکر کا وہ عملی پھیلاؤ ہے جو مولانا محمد الیاسؒ کے ہاتھوں عالمی تحریک کی صورت اختیار کر گیا۔

سوال نمبر *4:* جماعتِ اسلامی کے نصب العین اور حکومتِ الٰہیہ کے قیام کی تشریح مولانا مودودیؒ کے مطابق کس طرح کی گئی اور اس کی اہمیت کیا ہے؟

تمہید: جماعتِ اسلامی اور مولانا مودودیؒ کا فکری پس منظر

جماعتِ اسلامی برصغیر کی ایک منظم، نظریاتی اور فکری اسلامی تحریک ہے جس کی بنیاد *1941*ء میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے رکھی۔ اس جماعت کا مقصد محض سیاسی اقتدار حاصل کرنا نہیں بلکہ ایک ہمہ گیر اسلامی انقلاب برپا کرنا تھا، جس کی اساس قرآن و سنت پر قائم ہو۔ مولانا مودودیؒ نے جماعتِ اسلامی کے نصب العین اور حکومتِ الٰہیہ کے تصور کو نہایت واضح، منظم اور عقلی انداز میں پیش کیا، جس نے جدید دور میں اسلامی سیاسی فکر کو ایک نیا رخ دیا۔

جماعتِ اسلامی کا نصب العین: اقامتِ دین

مولانا مودودیؒ کے مطابق جماعتِ اسلامی کا بنیادی نصب العین **"اقامتِ دین"** ہے، نہ کہ صرف تبلیغِ دین یا چند مذہبی اعمال کی ترویج۔

- اقامتِ دین کا مطلب یہ ہے کہ
  - دین کو فرد، معاشرہ، معیشت، سیاست، قانون اور ریاست کے تمام شعبوں میں نافذ کیا جائے
  - اسلام کو مکمل نظامِ حیات کے طور پر قائم کیا جائے

مولانا مودودیؒ کے نزدیک دین صرف مسجد، مدرسے یا انفرادی عبادات تک محدود نہیں بلکہ اجتماعی زندگی کی رہنمائی بھی کرتا ہے۔

اقامتِ دین اور غلبۂ دین کا تصور

مولانا مودودیؒ نے واضح کیا کہ اقامتِ دین دراصل **غلبۂ دین** کی عملی شکل ہے۔

- قرآن کی روشنی میں

- اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ اس کا دین زمین پر غالب ہو
- انسانی زندگی اللہ کے احکامات کے تابع ہو

جماعتِ اسلامی اسی مقصد کے لیے جدوجہد کرتی ہے تاکہ انسانی ساختہ نظاموں کے بجائے اللہ کا دیا ہوا نظام نافذ ہو۔

حکومتِ الٰہیہ کا تصور: مولانا مودودیؒ کی تشریح

مولانا مودودیؒ کے نزدیک حکومتِ الٰہیہ سے مراد کوئی پاپائیت یا ملائیت پر مبنی حکومت نہیں بلکہ ایسی ریاست ہے:

- جس میں
  - حاکمیتِ اعلیٰ صرف اللہ تعالیٰ کی ہو
  - قانون سازی قرآن و سنت کی روشنی میں ہو
  - حکمران اللہ کے نائب (خلیفہ) کی حیثیت سے کام کریں

انہوں نے اس تصور کو **"تھیو کریسی"** *(Theocracy)* سے الگ قرار دیا اور اسے **"تھیو ڈیموکریسی"** یا **اسلامی جمہوریت** کا نام دیا۔

حاکمیتِ الٰہ اور حاکمیتِ عوام کا فرق

مولانا مودودیؒ نے مغربی جمہوریت اور اسلامی نظام کے فرق کو واضح کیا:

- مغربی جمہوریت میں
  - حاکمیت عوام کے پاس ہوتی ہے
- اسلامی نظام میں
  - حاکمیت اللہ کے پاس ہوتی ہے
  - عوام کو اللہ کے قانون کے دائرے میں اختیار دیا جاتا ہے

یعنی عوام نمائندے منتخب کرتے ہیں، مگر وہ اللہ کی حدود کے پابند ہوتے ہیں۔

جماعتِ اسلامی کا سیاسی منہج

مولانا مودودیؒ کے مطابق جماعتِ اسلامی کا طریقۂ کار انقلابی ضرور ہے

مگر پُرامن اور آئینی ہے۔

- اس کے اہم مراحل:

- ○ افراد کی فکری و اخلاقی تربیت
- ○ صالح قیادت کی تیاری
- ○ عوامی شعور کی بیداری
- ○ جمہوری و آئینی جدوجہد کے ذریعے اقتدار تک رسائی

وہ طاقت، بغاوت اور تشدد کے سخت مخالف تھے۔

اسلامی ریاست کے بنیادی اصول (مولانا مودودیؒ کے مطابق)

مولانا مودودیؒ نے حکومتِ الٰہیہ کے چند بنیادی اصول بیان کیے:

- **عدل و انصاف**: قانون سب کے لیے برابر
- **شورائیت**: مشاورت پر مبنی نظام
- **احتساب**: حکمران جواب دہ
- **حقوق العباد**: اقلیتوں اور کمزور طبقات کے حقوق کا تحفظ
- **معاشی انصاف**: سود سے پاک نظام، زکوٰۃ و بیت المال

یہ اصول اسلامی ریاست کو اخلاقی اور انسانی بنیاد فراہم کرتے ہیں۔

جماعتِ اسلامی کے نصب العین کی عملی اہمیت

جماعتِ اسلامی کے نصب العین کی اہمیت درج ذیل پہلوؤں سے واضح ہوتی ہے:

- اسلام کو مکمل ضابطۂ حیات کے طور پر پیش کرنا
- مذہب اور سیاست کی مصنوعی تقسیم کا خاتمہ
- مسلم معاشروں میں فکری بیداری
- استعماری اور سیکولر نظاموں کا فکری رد
- نئی نسل کو اسلامی نظریے سے جوڑنا

یہ نصب العین مسلمانوں کو احساس دلاتا ہے کہ ان کے مسائل کا حل مغربی نظاموں میں نہیں بلکہ اسلام میں ہے۔

تنقیدی جائزہ: قوت اور حدود

تنقیدی طور پر دیکھا جائے تو:

- مولاناؒ مودودیؒ کا تصور
  - فکری طور پر مضبوط
  - قرآنی بنیادوں پر قائم
  - جدید ذہن کو مخاطب کرنے والا ہے

تاہم

- عملی سیاست میں
  - ریاستی طاقت
  - عالمی دباؤ
  - مسلم معاشروں کی کمزوری

  اس تصور کے نفاذ میں رکاوٹ بنتی رہی ہیں۔

اس کے باوجود جماعتِ اسلامی نے اسلامی سیاست کو محض جذبات کے بجائے نظریہ، دستور اور پروگرام دیا۔

جامع تجزیہ

مولانا مودودیؒ کے مطابق جماعتِ اسلامی کا نصب العین اقامتِ دین اور حکومتِ الٰہیہ کا قیام ہے، جس کا مقصد انسان کو انسان کی غلامی سے نکال کر اللہ کی بندگی میں دینا ہے۔ یہ تصور نہ صرف اسلامی عقیدے سے ہم آہنگ ہے بلکہ ایک عادل، اخلاقی اور متوازن معاشرے کی ضمانت بھی فراہم کرتا ہے۔ جماعتِ اسلامی کی جدوجہد نے عالمِ اسلام میں اسلامی سیاسی فکر کو منظم، مدلل اور قابلِ عمل شکل دی، جو آج بھی فکری و نظریاتی سطح پر اپنی اہمیت برقرار رکھے ہوئے ہے۔

سوال نمبر 5: اسلامی تحریکوں نے اقتصادی نظام میں اسلامی اصولوں کا اطلاق کیسے کیا اور سودی معیشت کے مضر اثرات سے بچنے کے لیے کون سی تدابیر اپنائیں؟

تمہید: معیشت اور اسلامی تحریکوں کا فکری پس منظر

اسلامی تحریکوں نے ہمیشہ اس حقیقت کو پیشِ نظر رکھا کہ معیشت کسی بھی معاشرے کی ریڑھ کی ہڈی ہوتی ہے۔ اگر اقتصادی نظام فاسد، ظالمانہ اور غیر منصفانہ ہو تو نہ فرد مطمئن رہتا ہے اور نہ ہی معاشرہ استحکام حاصل کر سکتا ہے۔ اسی لیے اسلامی تحریکوں نے اپنے دعوتی، اصلاحی اور انقلابی ایجنڈے میں اسلامی معاشی نظام کو مرکزی حیثیت دی۔ ان تحریکوں کا بنیادی مقصد یہ رہا کہ انسانی معاشرے کو سود، استحصال، طبقاتی تقسیم اور سرمایہ پرستی جیسے مسائل سے نجات دلائی جائے اور ایک ایسا نظام قائم کیا جائے جو عدل، توازن، اخلاق اور انسانی فلاح پر مبنی ہو۔

اسلامی معاشی نظام کے بنیادی اصول

اسلامی تحریکوں نے سب سے پہلے اسلامی معیشت کے بنیادی اصول واضح کیے تاکہ لوگوں کو یہ شعور دیا جا سکے کہ اسلام محض عبادات کا مجموعہ نہیں بلکہ ایک مکمل معاشی نظام بھی پیش کرتا ہے۔

- **حاکمیتِ الٰہیہ**: دولت اور وسائل کا اصل مالک اللہ تعالیٰ ہے، انسان محض امین ہے
- **عدل و انصاف**: دولت کی منصفانہ تقسیم اور استحصال کا خاتمہ
- **حرمتِ سود**: ہر قسم کے سودی لین دین کی ممانعت
- **زکوٰۃ و صدقات**: دولت کی گردش اور سماجی فلاح
- **حلال و حرام کی تمیز**: کمائی اور خرچ دونوں میں پاکیزگی
- **اعتدال**: اسراف اور بخل دونوں سے اجتناب

اسلامی تحریکوں نے انہی اصولوں کو بنیاد بنا کر عملی اقدامات کیے۔

اسلامی تحریکوں کا سودی معیشت کے خلاف فکری ردِ عمل

اسلامی تحریکوں نے سب سے پہلے سودی نظام کے خلاف فکری اور نظریاتی محاذ پر جدوجہد کی۔

- سود کو
  - معاشی ظلم
  - انسانی استحصال
  - اخلاقی بگاڑ
  - طبقاتی فرق کی بنیاد

  قرار دیا گیا۔

قرآن و سنت کی روشنی میں یہ واضح کیا گیا کہ سود اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف اعلانِ جنگ کے مترادف ہے۔ اسلامی تحریکوں نے درس، لٹریچر، خطبات اور تحریروں کے ذریعے یہ شعور عام کیا کہ سودی نظام بظاہر ترقی کا ذریعہ نظر آتا ہے لیکن درحقیقت معاشی تباہی کو جنم دیتا ہے۔

سودی معیشت کے مضر اثرات: اسلامی تحریکوں کا تجزیہ

اسلامی تحریکوں نے سودی نظام کے نقصانات کو واضح انداز میں پیش کیا:

- دولت کا چند ہاتھوں میں مرتکز ہو جانا
- غریب کا مزید غریب اور امیر کا مزید امیر ہونا
- قرضوں کا جال اور معاشی غلامی
- اخلاقی اقدار کا زوال
- معاشرتی بے چینی اور طبقاتی کشمکش
- عالمی سطح پر مالیاتی بحران

یہ تجزیہ محض مذہبی نہیں بلکہ معاشی اور سماجی بنیادوں پر بھی کیا گیا۔

اسلامی تحریکوں کی عملی کوششیں: سود سے پاک متبادل نظام

اسلامی تحریکوں نے صرف تنقید پر اکتفا نہیں کیا بلکہ سود سے پاک متبادل نظام بھی پیش کیے۔

اسلامی بینکاری کا قیام

- مشارکہ
- مضاربہ
- مرابحہ
- اجارہ
- سلم اور استصناع

ان اسلامی مالیاتی طریقوں کو فروغ دیا گیا تاکہ سرمایہ کاری اور تجارت سود کے بغیر ممکن ہو۔

اسلامی مالیاتی اداروں کا کردار

کئی اسلامی تحریکوں نے عملی طور پر:

- اسلامی بینک
- کوآپریٹو سوسائٹیز
- بیت المال

- اسلامی مائیکروفنانس ادارے

قائم کیے تاکہ عوام کو سودی قرضوں سے نجات مل سکے۔

ان اداروں کا مقصد منافع کو مشترکہ بنانا اور نقصان کو بھی مشترکہ طور پر برداشت کرنا تھا، جو اسلامی عدل کا عملی مظہر ہے۔

زکوٰۃ و صدقات کے نظام کا احیاء

اسلامی تحریکوں نے زکوٰۃ کے نظام کو محض انفرادی عبادت کے بجائے ایک منظم معاشی ادارے کے طور پر پیش کیا۔

- زکوٰۃ کے ذریعے
  - غربت کا خاتمہ
  - بیروزگاری میں کمی
  - سماجی تحفظ
  - دولت کی گردش

  کو ممکن بنایا گیا۔

کئی تحریکوں نے زکوٰۃ فنڈز قائم کیے جو تعلیمی وظائف، صحت، کاروبار اور بیواؤں و یتیموں کی کفالت پر خرچ کیے گئے۔

وقف اور فلاحی ادارے

اسلامی تحریکوں نے وقف کے اسلامی تصور کو دوبارہ زندہ کیا:

- تعلیمی ادارے
- اسپتال
- یتیم خانے
- مسافر خانے

یہ سب ایسے ادارے تھے جو بغیر سود اور بغیر منافع کے عوامی خدمت انجام دیتے رہے، جس سے ریاست پر معاشی بوجھ بھی کم ہوا۔

سادہ طرزِ زندگی اور اعتدال کی تبلیغ

اسلامی تحریکوں نے صارفیت *(Consumerism)* کے خلاف جدوجہد کی۔

- ساده زندگی
- فضول خرچی سے اجتناب
- نمود و نمائش کی حوصلہ شکنی
- قناعت اور شکر

ان اقدار کو فروغ دے کر معاشی توازن پیدا کرنے کی کوشش کی گئی، کیونکہ سودی معیشت دراصل لالچ اور حرص کو فروغ دیتی ہے۔

اسلامی تحریکوں کی تعلیمی و فکری کاوشیں

اسلامی تحریکوں نے:

- اسلامی معاشیات پر کتابیں
- تحقیقی جرائد
- یونیورسٹی کورسز
- سیمینارز اور ورکشاپس

کا اہتمام کیا تاکہ نئی نسل سود سے پاک معیشت کے نظریے کو سمجھے اور آگے بڑھائے۔

ریاستی سطح پر اسلامی معاشی نظام کی جدوجہد

کئی اسلامی تحریکوں نے یہ مطالبہ کیا کہ:

- سود کو آئینی طور پر ممنوع قرار دیا جائے
- اسلامی بینکاری کو سرکاری سطح پر فروغ دیا جائے
- زکوٰۃ و عشر کا منظم نظام قائم ہو
- ٹیکس نظام انصاف پر مبنی ہو

پاکستان، سوڈان، ایران اور دیگر ممالک میں اس حوالے سے جزوی تجربات بھی کیے گئے۔

تنقیدی جائزہ: کامیابیاں اور چیلنجز

اسلامی تحریکوں کی کامیابیاں:

- اسلامی معیشت کا فکری احیاء
- سود کے خلاف عوامی شعور
- اسلامی بینکاری کا عالمی فروغ

چیلنجز:

- عالمی سودی مالیاتی نظام
- ریاستی کمزوریاں
- سیاسی عدم استحکام
- سرمایہ دارانہ دباؤ

اس کے باوجود اسلامی تحریکیں آج بھی اس جدوجہد میں مصروف ہیں۔

عالمی سطح پر اسلامی معاشیات کا اثر

آج اسلامی بینکاری اور فنانس:

- یورپ
- امریکہ

- مشرقِ وسطیٰ
- ایشیا

میں تیزی سے فروغ پا رہی ہے، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ اسلامی معاشی اصول صرف مذہبی نہیں بلکہ عملی اور قابلِ نفاذ ہیں۔

جامع تجزیہ

اسلامی تحریکوں نے اقتصادی نظام میں اسلامی اصولوں کا اطلاق فکری بیداری، عملی اداروں، سماجی فلاح اور ریاستی جدوجہد کے ذریعے کیا۔ انہوں نے سودی معیشت کے مضر اثرات کو واضح کر کے اس کے متبادل کے طور پر ایک عادل، متوازن اور اخلاقی نظام پیش کیا۔ اگرچہ عالمی سرمایہ دارانہ نظام ایک بڑی رکاوٹ ہے، لیکن اسلامی تحریکوں کی یہ جدوجہد اس بات کا ثبوت ہے کہ اسلام انسانیت کو معاشی انصاف، سماجی استحکام اور اخلاقی ترقی کا مکمل حل فراہم کرتا ہے۔